جناب احتشام بن حسن

مشگن یونیورسٹی میں عربی، فارسی اور ترکی مخطوطات

جناب احتشام بن حسن صاحب مستشرقین کی بین الاقوامی کانگرس میں شریک ہوئے تھے اور انھوں نے ہمیں مشگن یونیورسٹی کے عربی، فارسی اور ترکی مخطوطات کے بارے میں ایک مضمون ارسال کیا ہے جو درج ذیل ہے۔

مستشرقین کی بین الاقوامی کانگرس کے ستائیسویں اجلاس میں شرکت کی غرض سے مجھے ۱۲ اگست ۶۷ء کو امریکہ کی مشہور جامعہ، مشگن یونیورسٹی (ان آربور) جانے کا اتفاق ہوا۔ اس یونیورسٹی کا شمار امریکہ کی قدیم یونیورسٹیوں میں ہوتا ہے۔ اس کی تاسیس ۱۸۲۹ عیسوی میں عمل میں آئی۔ یہ اپنی شاندار قدیم علمی روایات اور بلند معیار تعلیم کی بنا پر پورے امریکہ میں ایک امتیازی حیثیت رکھتی ہے۔ سائنس، ٹکنالوجی اور سوشل سائنسز کے علاوہ دنیا کی بیشتر زبانوں مثلاً فرنچ، جرمن، لیٹن، گریک، اسپینش، اٹیلین، پرتگالی، کورین، جاپانی، چینی، روسی، عبرانی، عربی، فارسی اور ترکی زبانوں کی تدریس اور لسانیات پر تحقیق کا انتظام ہے۔ شرق اوسط کے ممالک میں مروج زبانوں کا ایک الگ شعبہ قائم ہے جس کے صدر پروفیسر کیمرون ہیں۔ جنوبی افریقہ اور مغربی ایشیا کے مسلم ممالک کے متعلق سیاسی، سماجی اور مذہبی تحریکات پر تحقیقی کام کرنے کی غرض سے ایک الگ شعبہ قائم ہے جس میں اس خطہ کی قدیم تہذیب و معاشرت، تاریخ و فلسفہ کے علاوہ موجودہ سیاسی و سماجی مسائل پر تحقیقی کام ہو رہا ہے۔ اس شعبے کے صدر پروفیسر شورگر ہیں۔ ان کے علاوہ پروفیسر حورانی بھی اسی شعبے میں تاریخ اسلام کے معروف استاد ہیں۔ اس یونیورسٹی کی لائبریری میں اسلام سے متعلق مختلف موضوعات پر رسائل و کتب کا بیش بہا ذخیرہ موجود ہے۔ ان کتب و مجلات کی مجموعی تعداد دس ہزار سے کم نہیں۔ ان میں عربی، فارسی اور ترکی زبانوں میں بھی گراں قدر کتابیں موجود ہیں۔ بائیبل کے قدیم ترین نسخے، دینیات، قوانین، ریاضی و ہیئت اور علم فلکیات سے متعلق اہم قلمی نسخے بھی اس لائبریری کی زینت ہیں۔ عربی، فارسی اور ترکی زبان میں لکھے ہوئے درج ذیل قلمی نسخے میری نظر سے گذرے جن کے بارے میں عام معلومات کہیں دستیاب نہیں ہوتیں۔ کسی بھی مغربی یا مشرقی فہرست نگار نے ان قلمی نوادر کا ذکر نہیں کیا۔ تعجب ہے کہ بروکلمان، پروفیسر براؤن، اسٹوری، اور الزرکلی وغیرہ کسی کو بھی مشگن یونیورسٹی لائبریری میں محفوظ ان نادر مخطوطات کا علم نہ ہو سکا۔ ذیل میں ان مخطوطات کا اجمالی جائزہ پیش کر رہا ہوں۔

عربی

الطراز المنقوش فی محاسن الحبوش: مصنفہ محمد بن عبد الباقی، علاء الدین البخاری المکی، کنیت ابو المعالی (متوفی ۹۹۱ھ/۱۵۸۳ء)۔ یہ تصنیف ابی سینیا (حبشہ) پر بہت دلچسپ اور اہم کتاب ہے۔ اس مخطوطہ پر سن کتابت اور راقم کا نام درج نہیں ہے۔ خیر الدین الزرکلی نے الأعلام (ج ۷: ص ۵۸) میں اس کا نام الطراز المنقوش فی فضائل الحبوش لکھا ہے۔ بروکلمان کو اس مخطوطے کے جن نسخوں کی اطلاع مل سکی وہ یہ ہیں۔ برٹش میوزیم لندن (۶۰۲)؛ رضا لائبریری رام پور (۱/۶۱۰)، پیرس (۲۳۲۱م)؛ کتب خانہ خدیویہ مصریہ قاہرہ (۲۵۵-۷) میں بتاتے ہیں (دیکھیے بروکلمان: ضمیمہ دوم ص ۵۱۹)

التیسر والتسہیل فی ذکر ما اغفلہ الشیخ خلیل: مصنفہ ابو زید عبد الرحمن بن عبد القادر بن علی المعروف بہ الفاسی، متوفی ۱۰۹۶ھ/۱۶۸۵ء۔ یہ فاس کے رہنے والے تھے۔ اپنے زمانہ میں ممتاز مقنن وفقیہ مانے جاتے تھے۔ پیش نظر مخطوطہ فقہ مالکی پر خلیل ابن اسحاق (متوفی ۱۳۶۵ عیسوی) کی کتاب "المختصر" کا ضمیمہ ہے جس میں بالتخصیص زرعی پیداوار کے مسائل پر فقہ مالکی کے قوانین کی تشریح کی گئی ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں البتہ سن کتابت شعبان ۱۱۳۴ہجری مطابق اپریل ۱۷۲۲ عیسوی درج ہے۔

منظومۃ فی الخلافیات: عمر بن محمد النسفی، متوفی ۵۳۷ہجری/۱۱۴۲ عیسوی۔ مشہور مفسر قرآن اور عالم و فقیہ ہیں۔ نسف میں پیدا ہوئے اور سمرقند میں وفات پائی۔ تقریباً سو کتابوں کے مصنف بتائے جاتے ہیں۔

پیش نظر مخطوطہ میں ائمہ اربعہ کے اصول وضوابط کی تشریح وتوضیح کرتے ہوئے باہمی اختلاف رائے پر روشنی ڈالی ہے۔ یہ قدیم مخطوطہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس کی کتابت طاہر ابن عثمان نے یکم ذی القعدہ ۷۲۵ہجری مطابق ۲۳ جون ۱۳۲۵ عیسوی میں کی تھی۔

خیر الدین الزرکلی نے "الأعلام" میں اس کا نام "منظومۃ الخلافیات" لکھا ہے۔ (دیکھیے الأعلام جلد ۵ ص ۲۲۲) لیکن بروکلمان نے اس کا نام "المنظومۃ النسفیۃ فی الخلافیات" لکھا ہے (دیکھیے، بروکلمان، جلد ۱، ص ۵۴۸)۔ بروکلمان کو جن نسخوں کی اطلاع مل سکی وہ حسب ذیل ہیں:

برٹش میوزیم، (جلد ۱/۷-۳۲۰- L D ۵۷۸)، ای۔ جے۔ برل لیڈن (فہرست نمبر ۸۲۵/۹ و ۸۲۶) کتب خانہ خدیویہ مصریہ، (زیر نمبر ۱۰۵۹)۔ کتب خانہ خدا بخش، بانکی پور (جلد XX نمبر ۱۹۰۹) حوالے

کے لیے دیکھیے بروکلمان ضمیمہ جلد ۱، ص ۷۵۸)

تذکرۃ النسیان فی اخبار ملوک السودان: مرتبہ قاضی محمود کوتی بن متوکل کوتی الکرمانی، التمبکتی الوعکری (سال وفات نہ معلوم، البتہ قرائن سے پتا چلتا ہے کہ اٹھارویں صدی عیسوی میں ٹمبکٹو میں انتقال کیا) یہ تذکرہ ان سلاطین کے حالات پر مشتمل ہے جنھوں نے ۱۵۹۰ سے ۱۷۵۰ عیسوی تک سوڈان پر حکومت کی تھی۔ اس مخطوطہ پر کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں۔

المقصد الأسنی: مصنفہ محمد بن محمد الغزالی متوفی ۵۰۵ھ مطابق ۱۱۱۱ عیسوی۔ یہ رسالہ فلسفہ الٰہیات اور وجود باری تعالیٰ کے مباحث پر مشتمل ہے۔ پیش نظر مخطوطہ کی کتابت رازی نے شیراز میں ۷۴۶ھ مطابق ۱۳۴۵ء میں کی تھی۔

خیر الدین الزرکلی نے "الأعلام" میں اس رسالہ کا پورا نام "المقصد الأسنی فی شرح أسماء اللہ الحسنیٰ" لکھا ہے (دیکھیے الأعلام، جلد ۷، ص ۲۴۷) بروکلمان کو اس رسالہ کے جن نسخوں کی اطلاع مل سکی وہ حسب ذیل ہیں:

برٹش میوزیم لندن در زیر نمبر ۹/ DL-۷۳۵۰) ؛ کتب خانہ خدیویہ مصریہ قاہرہ (جلد ۱/ ۳۲۲) ؛ روم میں Borg. ۷. Vat نمبر ۱۶۶ پر محفوظ ہیں۔

لذۃ السمع فی وصف الدمع: مرتبہ خلیل بن ایبک بن عبداللہ الصفدی متوفی ۱۰ شوال ۷۶۴ھ مطابق ۲۴ جولائی ۱۳۶۳ء)؛ یہ اپنے عہد کے نہایت ممتاز ادیب و مورخ ہیں۔ مختلف تذکرے اور رسائل ان کی یادگار ہیں۔ پیش نظر مخطوطہ عربی زبان میں مختلف شعرا کے حزنیہ کلام کا انتخاب ہے جس میں ۳۷ طویل نظمیں شامل ہیں۔ آخر میں خود مرتب کے اشعار درج ہیں۔ مخطوطہ پر سن کتابت اور کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

خیر الدین الزرکلی نے "الأعلام" میں اسی مرتب کے ایک اور مجموعہ کا نام زیر بحث مجموعہ سے ملتا جلتا لکھا ہے۔ "تشنیف السمع فی انسکاب الدمع"، ممکن ہے کہ دونوں مجموعے ایک ہی ہوں، الزرکلی کو جس مخطوطے کی اطلاع ملی ہو اس پر یہی نام تحریر ہو (دیکھیے "الأعلام" ج ۲ - ص ۳۶۴)

حاشیۃ علی رسالۃ ابی زید القیروانی: مصنفہ محمد بن محمد الحطّاب المالکی، متوفی ۱۵۴۷ عیسوی)۔ یہ مالکی فقہ کے مستند عالم ہیں۔ مکہ میں پیدا ہوئے اور طرابلس میں مدفون ہوئے۔ فقہ مالکی پر ان کی اہم تصانیف ملتی ہیں۔ پیش نظر مخطوطہ فقہ مالکی پر ابن زید کے "رسالہ" کی تشریح و توضیح ہے۔ اس نسخے

کی کتابت مصنف کے لڑکے یحییٰ نے صفر ۱۰۴۰ ہجری مطابق ستمبر ۱۶۳۰ عیسوی میں کی تھی۔
خیرالدین الزرکلی نے "الأعلام" میں اس رسالہ کا نام "شرح نظم النظائر رسالۃ قیروانی" لکھا ہے
(دیکھیے "الأعلام" جلد ۷ ص ۲۸۶)

مناقب امام الشافعی: مصنفہ ابن قاضی شہبہ، ابوبکر ابن احمد۔ اس رسالہ میں امام شافعی کے حالات زندگی درج ہیں۔ یہ قدیم نسخہ خیال کیا جاتا ہے۔ اس پر عیسیٰ بن عیسیٰ الصفانی کے قلم سے اشارے درج ہیں۔ سن کتابت ۱۴ شعبان ۸۲۶ ہجری مطابق ۵ اپریل ۱۴۲۳ عیسوی رقم ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں ہے۔

الشفا فی تعریف حقوق المصطفیٰ صلعم: مؤلفہ عیاض بن موسیٰ معروف بہ قاضی متوفی ۱۱۴۹ء یہ اپنے زمانہ کے مشہور قاضی گذرے ہیں۔ سبتہ میں پیدا ہوئے۔ قرطبہ میں قاضی مقرر ہوئے۔ آخر کار مراقش کے شہر مکنس میں وفات پائی۔ ان کے حالات زندگی علامہ احمد المقری نے اپنی کتاب "ازہار الریاض" میں درج کر دیے ہیں (نیز تفصیل کے لیے دیکھیے "الأعلام" جلد ۵ ص ۲۸۲)
یہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیرت طیبہ اور نعت شریف پر ایک مشہور کتاب ہے۔ سن کتابت ۱۸۵۳ء درج ہے۔

الأشباہ والنظائر: مصنفہ زین الدین بن ابراہیم معروف بہ ابن نجیم متوفی ۸ رجب، ۹۷۰ھ۔ مطابق ۴ مارچ ۱۵۶۳ء۔ یہ تصنیف کلیات فقہ و شریعت پر مشتمل ہے۔ اس نسخے کی کتابت عبد ابن ابراہیم انابلی نے ۲۲ رجب ۱۰۸۶ھ مطابق ۲۰ اکتوبر ۱۶۷۵ء میں کی۔
بروکلمان کو اس کے جن نسخوں کی اطلاع مل سکی وہ حسب ذیل ہیں (دیکھیے ص ۳۱۰ جلد ۲ ضمیمہ ۴۲۵) برٹش میوزیم لندن (زیر نمبر 25 DL ۵۳۹۵) ٹرنٹی کالج کیمبرج کی لائبریری میں (زیر نمبر ۱۴۱۴) کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد جلد ۲ نمبر ۱۰۷، مولانا آزاد لائبریری مسلم یونیورسٹی علی گڑھ (نمبر ۱۰۶) رضا لائبریری رام پور (نمبر ۱۶۵) خدا بخش لائبریری (بانکی پور) پٹنہ (XIX و ۲-۵-۱۷۵۴) میں موجود ہیں۔ یہ کتاب الحموی کی شرح اور مولوی گلزار و مولوی عبدالغنی کی تصحیح کے ساتھ ۱۲۶۰ھ میں زیور طبع سے آراستہ ہو چکی ہے۔

دلائل الخیرات وشوارق الانوار: مرتبہ ابوعبداللہ محمد اسملالی الجزولی (متوفی ۱۴۶۵ء)

یہ رسالہ اوراد و وظائف پر مشتمل ہے۔ پیش نظر نسخہ کی کتابت محمد راسم نے کی تھی۔ سن کتابت درج نہیں ہے۔ ابتدائی اوراق پر مدینہ اور مکہ کی قلمی تصاویر ہیں۔

الحماسۃ لابی تمام: حبیب ابن اوس بن الحارث الطائی معروف بہ ابو تمام (متوفی ۸۴۶ء) یہ عظیم شاعر جاسم میں (۸۰۴ء) پیدا ہوا۔ مصر اور بغداد میں مقیم رہا اور موصل میں مدفون ہوا۔ فصیح الکلام شاعر تھا۔ اس کو چودہ ہزار ارجوزے علاوہ عربی قصائد کے ازبر تھے۔ اس کا مرتبہ عربی شاعری میں متنبی اور بحتری کے برابر ہے (دیکھیے "الأعلام" جلد ۲، ص ۱۷۰)

اس حماسہ کی اشاعت پہلی بار بون میں ۱۸۲۸ء میں فریتاغ Freytag نے کی۔ پھر لاطینی زبان میں ترجمہ کے ساتھ ۱۸۵۱ء میں اور جرمن زبان میں ترجمہ کے ساتھ ۱۸۴۶ء میں شائع ہوا۔ سب سے زیادہ حواشی و تحقیق کے ساتھ عبدالسلام ہارون اور احمد امین نے اس کو تین جلدوں میں ۱۹۵۲ء میں مصر سے شائع کیا۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے دائرۃ المعارف، للبستانی جلد ۴ ص ۲۳)

پیش نظر مخطوطہ قدیم خیال کیا جاتا ہے۔ عربی شاعری کا یہ مجموعہ (Anthology) بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ یہ نسخہ میں مرقوم ہے حاشیہ پر فارسی میں اشارے بھی لکھے ہیں۔ راقم کا نام اور سنِ کتابت درج نہیں۔

القرآن: قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ صدر اعظم نصوح پاشا کے ایک خاص مصاحب مصطفیٰ ابن عبداللہ معروف بہ الحاظمی نے جمادی الثانی ۱۰۳۲ھ مطابق اپریل ۱۶۲۳ء میں رقم کیا۔

القرآن: قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ نہایت خوش نما ہے۔ اس کی صحت کتابت کی تصدیق میں دس قاریوں اور بیس حفاظ کے دستخط ثبت ہیں۔ جا بجا حاشیہ پر نوٹس بھی ہیں۔ تشریحی و توضیحی حواشی محمد خلوص کے قلم سے درج ہیں۔ اس کی کتابت حافظ عثمان نوری البردوری معروف بہ قیش زادہ نے ذی الحجہ ۱۳۰۹ھ مطابق جولائی ۱۸۹۲ء میں کی تھی اس پر طلع کاری کا کام الحاج احمد نے ۱۳۱۳ھ/۱۸۹۶ء میں کیا ہے۔

القرآن: قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ سنہری زمین کے کاغذ پر تحریر کیا گیا ہے اس کا سرورق بہت مزین ہے۔ اس کی کتابت کمال الدین محمد عبدالحق السبزواری نے رجب ۹۲۴ھ مطابق ۱۵۰۸ء میں کی ہے۔

القرآن: قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ سنہری زمین کے کاغذ پر مرقوم ہے۔ اس کے حاشیے پر فارسی زبان میں کسی نے تفسیر بھی لکھی ہے۔ مفسر کا نام اور اصل کاتب مخطوطہ کا پتا نہیں چلتا۔ مشگن یونیورسٹی لائبریری

میں یہ نسخہ Stephen Spaulding Collection سے حاصل کیا گیا ہے۔ اس کا نمبر ۳۸۴۹ ہے۔

القرآن: قرآن پاک کا یہ قلمی نسخہ محمد عنبر آغا (استانبول) کو پیش کرنے کی غرض سے عثمان شاکر نے ۱۲۳۰ھ مطابق ۱۸۱۵ء میں تیار کیا تھا اس پر ملمع کاری کا کام فیض اللہ نے کیا ہے۔ یہ ترکی جلد سازی کا بھی اعلیٰ نمونہ ہے۔ تزئین و تہذیب قابل تحسین ہے۔

القرآن: پیش نظر نسخہ قرآن پاک کا ایک نامکمل حصہ ہے جو صرف ۴۲ صفحات پر مشتمل ہے۔ بقیہ اجزا لاپتہ ہیں۔ ۵۰۰ھ سے قبل کی تحریر معلوم ہوتی ہے۔ ہر آیت کے خاتمہ پر سرخ روشنائی سے دائرہ بنایا گیا ہے۔ پہلا صفحہ سورۃ "النساء" سے شروع ہوتا ہے۔ تمام صفحات خط کوفی میں رقم ہیں۔ کاتب کا نام بھی درج نہیں ہے۔

فارسی

نفحۃ الانس من حضرۃ القدس: مرتبہ مولانا جامی (متوفی ۱۴۹۲ء)۔ فارسی زبان میں یہ تذکرہ بڑی اہمیت کا حامل ہے۔ اس میں ۵۶۷ علما، ادبا، صوفیا اور شعرا کے سوانح حیات درج ہیں۔ ابو الہاشم الصوفی سے لے کر قاسم انوار (متوفی ۱۴۳۳ء) تک کے تمام ممتاز ادیب و شعرا اور صوفیا کا ذکر اس میں ملتا ہے۔ یہ نسخہ محمد بن کمال نے ۹ ربیع الثانی ۹۲۰ھ مطابق ۳۰ جنوری ۱۵۷۴ء میں تحریر کیا ہے۔
اسٹوری کو اس مخطوطہ کے جن نسخوں کی اطلاع مل سکی ہے وہ یہ ہیں: کتب خانہ عاشر آفندی (قسطنطنیہ) حوالہ نمبر ۱۷۶؛ پیرس میں (۱۱۱ نمبر ۲۳۵۷)؛ لیڈن میں (نمبر ۹۳۲)؛ برٹش میوزیم لندن میں (B ۲۴۹) (دیکھیے پرشین لٹریچر از اسٹوری جلد ۱ ص ۹۵۴)

دیوان صائب: مرزا محمد علی صائب (متوفی ۱۶۶۹ء) یہ صائب کی غزلیات کا مجموعہ ہے۔ مقصود علی شیرازی نے ذی الحجہ ۱۱۰۴ھ مطابق اگست ۱۶۹۳ء میں رقم کیا۔

دیوان خاقانی شیروانی: خاقانی کا یہ دیوان سلطان محمد نے اپنے قلم سے ربیع الاول ۱۰۴۴ھ مطابق ستمبر ۱۶۳۴ء میں رقم کیا۔ پورا دیوان مطلیٰ ہے۔ حاشیہ پر بیل بنی ہے۔ خط نسخ جلی و صاف ہے۔

دیوان محمد عاشق اصفہانی: عاشق اصفہانی (متوفی ۱۷۶۸ء) کا یہ دیوان خط شکست میں مرقوم ہے۔ ہر صفحہ پر تصویر کشی کی گئی ہے یعنی پورا نسخہ مصور ہے۔ حاشیہ پر بیل مذہب ہے۔ کاتب کا نام درج نہیں ہے

سن کتابت ۱۲۳۲ھ مطابق ۱۸۱۶ء ہے۔

سلسلة الذہب : مصنفہ مولانا جامیؒ۔ اس مخطوطہ کے ہر صفحہ پر جانوروں کی تصویریں سنہرے نقش و نگار کے ساتھ بنی ہیں لیکن مخطوطہ ناقص آخر ہے اس لیے کاتب کے نام اور سن کتابت کا پتا نہیں چلتا۔

دیوان ابوطالب کلیم : ابوطالب کلیم (متوفی ۱۶۵۱ء)۔ ابوطالب کلیم کی غزلیات پر مشتمل یہ دیوان، فارسی شاعری کا شاہکار تسلیم کیا جاتا ہے۔ پیش نظر مخطوطہ شاہجہاں کے دور حکومت میں ہندوستان میں تھا بعد میں کسی ذریعہ سے ہمدان پہنچا۔ وہاں سے مشگن یونیورسٹی لایا گیا۔ خط نسخ میں مرقوم ہے۔ کاتب کا نام اور سن کتابت درج نہیں ہے۔

خمسہ نظامی گنجوی : نظامی گنجوی (متوفی ۶۰۲ھ) کی پانچ طویل غزلوں کا مجموعہ ہے جس کی پہلی غزل کا عنوان "خسرو شیریں" ہے۔ کاتب کے نام کا پتا نہیں چلتا۔ تاریخ کتابت یکم ربیع الاول ۱۲۴۰ھ مطابق ۲۵ ستمبر ۱۸۲۴ء درج ہے۔

یوسف و زلیخا : از مولانا جامی (متوفی ۱۴۹۲ء) فارسی ادب کا یہ مایۂ ناز شاہکار گیارہ خوبصورت تصاویر سے مزین ہے۔ یہ تصاویر چینی آرٹ اور فن تصویر کشی کی نقل معلوم ہوتی ہیں۔ ایک تصویر میں یہ منظر دکھایا گیا ہے کہ ایک مصری خاتون حضرت یوسف پر عاشق ہو جاتی ہیں۔ ان پر جذبۂ عشق کا غلبہ اس قدر بڑھ جاتا ہے کہ عالم بے خودی میں اپنے ہاتھ کاٹ ڈالتی ہیں۔ اس مخطوطہ پر راقم کا نام درج نہیں ہے تاریخ کتابت ۲۴ ذی الحجہ ۱۰۰۶ھ مطابق ۲۹ جولائی ۱۵۹۸ء درج ہے۔

عجائب المخلوقات و غرائب الموجودات : مصنفہ زکریا ابن محمد القزوینی متوفی ۶۸۲ھ مطابق ۱۲۸۳ء یہ رسالہ فارسی زبان میں قزوینی کی اصل عربی کتاب کا ترجمہ ہے۔ جس میں سرگذشت عالم اور سفلی دنیا کے معاملات کو تصویروں کے پیکر میں ظاہر کیا گیا ہے۔ ابتدائی اوراق میں حضرت ابراہیم اور حضرت اسحاق علیہما السلام کی تصویریں بنائی گئی ہیں۔ کاتب کے نام اور تاریخ کتابت کا پتا نہیں چلتا ہے۔ خیر الدین الزرکلی کی اطلاع کے مطابق قزوینی کی مذکورہ کتاب کے تراجم، فارسی، جرمن اور ترکی زبانوں میں ہو چکے ہیں ("الاعلام" ج ۳، ص ۸۰)۔

مجلس العشاق : کمال الدین حسین قزرگاہی نے اپنی یہ تصنیف اپنے ممدوح خاندان تیمور کے آخری تاجدار سلطان حسین کو پیش کی جس میں صوفیا اور اولیائے کرام کے حالات درج ہیں جو ۷۸ تصاویر سے

آراستہ ہے۔ کاتب کا نام محمد ابن یار محمد النجاری لکھا ہے۔ سن کتابت ۱۰۰۶ھ مطابق ۱۵۹۷ء ہے۔ اسٹوری کو اس مخطوطے کے جن نسخوں کا علم ہو سکا وہ یہ ہیں کتب خانہ ایا صوفیہ (ترکی) (نمبر ۴۲۳۸) بوڈلین میں (نمبر ۱۲۷) خدا بخش لائبریری، پٹنہ (۱۱۱۱۷۔ نمبر ۶۶۳) کتب خانہ آصفیہ حیدر آباد (زیر نمبر ۲۶۱) میں محفوظ ہیں (تفصیل کے لیے دیکھیے اسٹوری جلد ۷۔ ص ۹۶۱ اور براؤن کی لٹریری ہسٹری آف پرشیا جلد ۳ ص ۴۵۷)

روضۃ الانوار: فارسی زبان میں خواجہ کرمانی (متوفی ۱۲۸۱ء) کے مشہور خمسہ کا یہ چوتھا حصہ ہے جس میں نظامی گنجوی کا چربہ اتارا گیا ہے۔ اس کی کتابت نہایت نفیس ہے۔ خط نسخ میں جلی و صاف تحریر نہایت دیدہ زیب ہے۔ اس پر کاتب کے نام اور سن کتابت کا پتا نہیں چلتا۔

مثنوی مولانا روم: فارسی ادب کی مایۂ ناز مثنوی جس کو مولانا جلال الدین رومی نے قونیہ میں لکھا تھا۔ گمان یہ ہے کہ یہ نسخہ ان کے قلم کا لکھا ہوا ہے۔ مشگن یونیورسٹی میں یہ نسخہ Stephen Spauding Collection سے پہنچا ہے اس پر سن کتابت اور راقم کے نام کا پتہ نہیں چلتا۔

زاد المعاد: یہ رسالہ فارسی زبان میں شیعہ فرقہ کے آخری امام کے اوراد و وظائف کا مجموعہ ہے جو کہ "بحار الانوار" سے ماخوذ ہے۔ اس مخطوطہ کی کتابت محمد باقر المجلسی (۱۷۰۰ء) نے کی ہے۔ سنہرے حاشیہ اور خوبصورت سرورق سے مزین ہے۔ تحریر خط نسخ میں ہے۔

ترکی

حدیقۃ السعادۃ: مترجمہ محمد فضولی (متوفی ۱۵۵۵ء) شہدائے کربلا کے حالات پر حسین واعظ کاشفی کی مشہور کتاب "روضۃ الشہداء" کا یہ ترکی زبان میں ترجمہ ہے۔ اس کے مترجم محمد فضولی ہیں جو عربی، فارسی اور ترکی زبان کے ماہرین میں شمار کیے جاتے ہیں۔ انھوں نے بغداد میں ایرانی عہد اور ترکی عہد دونوں دیکھے تھے۔ سن کتابت ذی القعدہ ۱۰۰۷ھ مطابق جون ۱۵۹۸ء ہے۔ یہ مخطوطہ بہت پاکیزہ خط نسخ کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ (تفصیل کے لیے دیکھیے پرشین لٹریچر از اسٹوری ۲۱۳)

معرفت نامہ: مرتبہ ابراہیم حقی (متوفی ۱۷۷۲ء) یہ ترکی زبان میں تاریخ و جغرافیہ کا انسائیکلو پیڈیا ہے جو ۱۷۵۶ء میں تیار کیا گیا تھا۔ اس میں دنیا کے جغرافیہ کا ایک نقشہ بھی دیا گیا ہے جسے حسین الغنی نے تیار کیا تھا۔ اس مخطوطہ کی کتابت عبد اللہ بن فیض اللہ شاگرد رشید محمود تیمور الکمال نے ۱۸۲۱ء میں

کی ہے ۔

ترکی امرا کی تصاویر: اس مجموعہ میں آٹھ تصویریں ہیں جو ترکی کی اہم شخصیتوں کی ہیں ۔ پہلی تصویر ایک ترکی سفیر کی ہے جو کہ فتح علی شاہ سلطان ایران کے دربار میں گیا ہے ۔ ہر صفحہ سنہرے نقش و نگار سے مزین ہے اور ہر تصویر پر ترکی زبان میں تفصیلات دی گئی ہیں ۔ خوبصورت ملمع کاری اور پینٹنگ کی دو اہم تصویریں ہیں ۔ ایک تہران کے شاہی محل کے پھاٹک کی ہے اور دوسری نصریہ کی ۔

السنہ مشرقیہ کے یہ مخطوطات یقینی طور پر اپنے موضوع اور قدیم ہونے کے لحاظ سے اہمیت رکھتے ہیں لیکن افسوس ہے کہ مشگن یونیورسٹی لائبریری نے اب تک ان مخطوطات کا تفصیلی کیٹلاگ (فہرست) شائع نہیں کیا ۔ میں نے اپنے دوران قیام میں یونیورسٹی کے لائبریرین پروفیسر ہیرات جمیسن سے ان مخطوطات کا تفصیلی کیٹلاگ شائع کرنے کی درخواست کی ہے ۔ موصوف نے میری درخواست کو جلد عملی جامہ پہنانے کا وعدہ کیا ہے ۔ ان کو مشرقی علوم و فنون سے بے حد دلچسپی ہے اور ان کی خواہش ہے کہ وہ علوم اسلامیہ سے متعلق ایک گراں قدر ذخیرہ اپنی لائبریری میں محفوظ کر دیں ۔

جہاں تک مخطوطات کا تعلق ہے بیروت اور قاہرہ کے کئی ادارے مشرق اوسط کے ممالک میں پھیلے ہوئے ان قلمی نوادر کے بارے میں معلومات جمع کر رہے ہیں تاکہ قدیم دفینوں سے استفادہ کرنا ممکن ہو سکے لیکن اس کے لیے ایک عالمی ادارہ کی عرصہ سے شدید ضرورت محسوس کی جا رہی ہے جس کے ذریعہ دنیا کے مختلف گوشوں میں پھیلے ہوئے مخطوطات کا علم ہو سکے اور ان سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانے کی سہولت حاصل ہو ۔ اس سلسلے میں مستشرقین کی عالمی کانگرس کے چھبیسویں اجلاس منعقدہ دہلی میں ترکی کے مشہور پروفیسر ذکی ولیدی طوغان نے دنیا کے مختلف گوشوں سے آئے ہوئے نمائندوں کے ایک مخصوص اجلاس میں بڑی سرگرمی سے یہی تجویز پیش کی تھی لیکن افسوس کہ ان کا یہ خواب اب تک شرمندۂ تعبیر نہ ہو سکا ۔ اگر یہ تجویز عملی شکل اختیار کر لے تو منتشر علمی دفینوں کی بازیافت ممکن ہو سکے گی اور تحقیق کے کاموں میں سہولت پیدا ہو جائے گی ۔

امریکہ میں مجھے "کولمبیا" یونیورسٹی (نیویارک) دیکھنے کا موقع ملا ؛ وہاں بھی اسلامی علوم اور عربیات سے متعلق بیش بہا ذخیرۂ کتب موجود ہے ۔ اس کے علاوہ مجھے مغربی جرمنی میں فرینک فرٹ یونیورسٹی اور گوٹے یونیورسٹی دیکھنے کا بھی اتفاق ہوا ۔ ان جامعات میں اسلامی علوم کی تحقیق و تدریس کے متعلق جلد ہی تفصیلات ہدیۂ ناظرین کروں گا ۔